سوال

(40)خلق قرآن کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خلق قرآن کا مسئلہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ نے زبان سے کبھی بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، نہیں کہا پس جو شخص بھی ان الفاظ کو ان کی طرف منسوب کرتا ہے ان پر

عزیز گرامی مولوی جیبب احمد خان صاحب رحمانی

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ آپ کا لفافہ 23 جولائی کو وصول ہوگیا تھا۔ عیدالاضحی کی چھٹیوں میں جواب لکھنے کا اخیال تھا۔ لیکن عید کے تیسرے دن یکا یک طبیعت خراب ہوگئی اس لیے جواب میں کافی دیر ہوگئی۔ تحریر کافی طویل اس لیے ہوگئی ہے کہ جا بجا ہندی کی چندی کرنی پڑی ہے، اور اس خیال سے کہ شاید آپ کے پاس کتب محولہ موجود نہ ہوں، ضروری عبارتیں نقل کردی گئی ہیں۔ آپ ان سے اپنی مطلب کی چیزیں اخذ کرلیں اور پوری تحریر کی نقل لے کر اس کو واپس ضرور کردیں، اس لیے کہ میرے پاس اس کی نقل نہیں ہے اور مسودہ موجود رہنا ضروری ہے۔

شرح مشکوۃ بقدر 2 جلد تیار ہوچکی ہے پہلی جلد ان شاء اللہ مغربی پاکستان میں طبع ہوگی اور دوسری یہیں بھارت میں اپنے زیر اہتمام، سرمایہ کی فراہمی کی فکر ہے، دعا کرتے رہیے کہ اللہ تعالی جلد انتظام فرمائیں اور حسن قبول عطا کریں۔

رسید اور خیریت سے مطلع کریں۔ والسلام

عبیداللہ رحمانی 26 12 1374ھ

از اسلامیہ سنفر مدرسہ آرانگر مدرسہ عالیہ

ڈاک خانہ سرسا باڑی ضلع میمن سنگھ بخدمت عالی مقام حضرت العلام شیخنا واستادنا مولانا مولوی عبیداللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج گرامی!

حضور قبلہ! سب سے پہلے خدمت اقدس میں راقم کفش بردار کی ادب واحترام دست بستہ معافی کو درخواست ہے کہ خلق قرآن کا مسودہ واپس بھیجنے میں از حد تاخیر ہوئی۔ لہذا درگزر فرما کر ممنون فرمائیں۔ مسودہ مرسل خدمت ہے۔ خیریا فتگی کا خواست گار ہوں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے مسلک خلق قرآن کے مضمون پر جو تعاقب نکلا تھا راقم احقر نے اس پر تنقیدی جواب لکھا تھا مگر موسےٰ قسمت کہ اس کا جواب خاموشی اور اب تک خاموشی۔

حضور قبلہ! آپ کی تصنیف شرح مشکوۃ طبع وشائع ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو قیمت وملنے کا پتہ کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کا متمنی ہوں، نیز حضور کے کوائف مطلوب ہیں۔ بفضلہ تعالی بخیر وعافیت ہوں اور دعا کا طالب

(ہمارے یہاں آئندہ یکم اپریل سے تعطیل رمضان کا آغاز ہوگا)

لیکن : بااین ہمہ آپ کی تحریر مدیر ''ترجمان الحدیث،، کا تعاقب چوں کہ صرف ایک لفظی گرفت ہے اس لیے چنداں وزن نہیں رکھتا۔ آپ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف جو الفاظ منسوب کئے ہیں اگرچہ لفظا ان کی نسبت صحیح نہیں ہے لیکن معنی بالکل صحیح اور حق مطابق واقعہ ہے جیسا کہ سطور تحت سے واضح ہوگا۔

امام بخاری کی طرف ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے منسوب کئے جانے کی وجہ دو ہے :

پہلی وجہ :

امام ممدوح کے ورود نیشاپور کے موقعہ پر عوام اور جمہور علماء کی طرح امام ذہلی بھی مع اپنے تلامذہ کے، شہر سے باہر ان کے استقبال کے لیے گئے تھے اور امام بخاری کے بخاریوں کے محلے میں فروکش ہوجانے کے بعد امام ذہلی نے اپنے تلامذہ کو ان سے علم حدیث حاصل کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا : ''اذہبوا إلی ہذا الرجل الصالح العالم ، فاسمعوا منہ ،، (مقدمۃ فتح الباری ص : 490) لیکن ساتھ ہی لوگوں سے یہ بھی فرمادیا تھا : ''لا تسألوہ عن شئ من الکلام ، فإنہ إن أجاب بخلاف ما نحن علیہ ، وقع بیننا وبینہ ، وشمت بنا کل رافضی وناصبی وجہمی ومرجیٔ بخراسان،، (مقدمۃ الفتح ص : 490).

لیکن امام ذہلی کی تنبیہ کے باوجود کسی نے امام بخاری کے اس درس قائم ہونے کے تیسرے دن ان سے ''اللفظ بالقرآن،، کے بارے میں سوال کردیا۔ امام بخاری نے جواب میں صرف یہ فرمایا : ''افعالنا مخلوقۃ والفاظنا من افعالنا،،.

مجلس درس میں جو لوگ حاضر تھے۔ انہیں اس جواب سے اختلاف پیدا ہوگیا، بعض کہنے لگے کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں اور بعض نے کہا کہ امام نے یہ نہیں کہا۔

حاضرین میں اتنا شدید اختلاف ہوا کہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کی طرف لپکے اور بڑھے، آخر محلّہ والوں نے تمام حاضرین کو اس وقت وہاں سے ہٹایا۔ (مقدمۃ الفتح ص : 49)

امام ذہلی تک اس سوال وجواب اور ہنگامہ کی خبر پہنچنے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ادھر امام بخاری کی طرف رجوع عام کی وجہ سے امام ذہلی کی مجلس درس سونی اور بے رونق بلکہ خالی ہوگئی تھی، جس کا ان پر نفسانی اثر یہ ہوا کہ معاصرہ اور حسد کی وجہ سے طالبان حدیث اور علماء

گھر کا پتہ : محمد حبیب اللہ خان رحمانی موضع شریف پور ڈاک خانہ گاچھا ضلع دھاکہ، مشرقی پاکستان

(اس خط پر تاریخ نہیں ہے لیکن ڈاک خانہ کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملفوف 28 مارچ 1957ء کو چل کر یکم اپریل 1957ء مطابق 30 8 1378ھ مبارکپور پہنچ گیا تھا)

حدیث کو امام بخاری کی طرف سے بدظن اور متنفر کرنے کے لیے ان پر کلام کرنا شروع کردیا، اور بے دھڑک یہ کہہ دیا کہ محمد بن اسماعیل (بخاری) ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں۔ امام ذہلی کے اس پروپگنڈے سے امام ابوحاتم اور امام ابوزرعۃ جیسے جلیل القدر محدثین بھی متاثر ہوگئے، بہرکیف امام ذہلی کے کلام وجرح کے بعد امام بخاری کی بھری مجلس درس میں کسی نے ان سے یہ کہا: ''یا عبداللہ ماتقول فی اللفظ بالقرآن مخلوق ہو؟ او غیر مخلوق؟،، امام بخاری نے سائل کی طرف قصداً توجہ نہیں فرمائی۔

لیکن جب اس نے باربار سوال دہرایا، تو امام بے بادل ناخواستہ صرف اس قدر جواب ارشاد فرمایا ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، وافعال العباد مخلوقۃ، والامتحان بدعۃ،، اس سائل نے ہڑبونگ مچاتے ہوئے کہا کہ ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں (مقدمۃ الفتح: 490).

دوسری وجہ:

معتزلہ (اتباع جعد بن درہم وجہم بن صفوان ومریسی وغیرہم) کا مذہب تھا ''القرآن مخلوق،، اور جب یہ لوگ قرآن یعنی: کلام الٰہی کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ جو صفۃ الٰہی ہے۔ تو قراۃ قرءآن جو قاری کی صفت اور اس کا فعل وعمل ہے کو بدرجہ اولی مخلوق کہیں گے، معلوم ہوا کہ اس بارے میں ان کے نزدیک قراۃ اور مقروء اور تلاوۃ ومتلو، یعنی فعل اور مفعول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر ''القرآن بلفظی،، اور ''لفظی بالقرآن،، ان کے نزدیک ایک ہی چیز ہے، اور جس طرح ''لفظی بالقرآن،، مخلوق ہے اسی طرح ''القرآن بلفظی،، بھی مخلوق ہے۔

اس کے برخلاف تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ''القرآں کلام اللہ غیر مخلوق،، پھر ان میں باہم بعض تفصیلات کے بارے میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ حافظ نے فتح الباری (13 452-453-454-13 492) میں کچھ بیان کردیا ہے۔ وأحب الوقوف علیہ رجع إلیہ، وإلی الملل والنحل للشہرستانی والفضل لأبن حزم (ص: 15/3) والفتاوی لابن تیمیہ.

امام ذہلی جہاں اس بات کے قائل تھے ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق،، وہیں یہ بھی فرماتے تھے: ''من زعم لفظی بالقرآن مخلوق فہو مبتدع لایجارلس ولا ایکلم،، اور چونکہ ان کا خیال تھا کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں اس لیے علان کردیا کہ: ''من ذہب بعد ہذا إلی محمد بن إسماعیل فاتہموہ، فإنہ لایحضر مجلسہ إلا من کان علی مذہبہ،، اور یہ بھی فرمایا کہ (''من قال باللفظ فلایحل لہ أن یحضر مجلسنا،، اس اعلان کا فوري اثر یہ ہوا کہ ''اخذ مسلم رداءہ فوق عمامتہ، وقام علی رؤس الناس فبعث إلی الذہلی جمیع ماکان کتب عنہ علی ظہر جمال،، اور جب امام مسلم اور احمد بن مسلمہ ان کے درس گاہ سے اٹھ کر چلے گئے تو امام ذہلی نے کہا: ''لایساکننی ہذا الرجل (یعني البخاري) فی البلد، فخشی البخاری وسافر،، (مقدمۃ الفتح ص: 491).

امام ذہلی کے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائلین کو مبتدع کہنے اور اس قول پر انکار کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی، ممکن ہے احتیاطاً اور سد اللباب انکار کرتے رہے ہوں، اور یہ بھی ہے کہ تلامذہ وقراء ۃ تلفظ بالقرآن اور متلو ومقروء مایتلفظ بہ کے درمیان فرق نہ کرتے ہوئے متلو ومقروء ووما یتقلفظ بہ یعنی: قرآن جو صفۃ الٰہی ہے، کی طرح تلاوۃ وقراۃ وتلفظ (جو صفۃ قاری وفعل عبد ہے) کو بھی غیر مخلوق کہتے ہوں جیسا کہ بعض حنابلہ کا یہ مذہب ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائلین پر انکار کرتے تھے۔ لیکن ان کا یہ انکار اس وجہ سے نہیں تھا کہ ہمارے تلفظ بالقرآن اور قرأۃ قرآن (جو بندے کا فعل وعمل ہے) متلو، یعنی: قرآن کی طرح (جو صفۃ رب ہے) غیر مخلوق کہتے ہوں، یعنی امام احمد رحمہ اللہ تلفظ بالقرآن کو غیر مخلوق نہیں کہتے ہیں۔ اس لیے کہ جن لوگوں نے ان کی طرف ''لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، کے قول کو منسوب کیا ان پر وہ سختی سے انکار کرتے تھے۔ ''أسند (البیہقی) إلی أحمد أنہ أنکر علی من نقل عنہ أنہ قال: لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، (فتح الباری 13/492) معلوم ہوا کہ وہ قاری کی قراءۃ اور تلفظ بالقرآن کو، اور عند التلاوۃ حرکۃ لسان وشفتہ اور صوت قراۃ کو قدیم اور غیر مخلوق نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کا انکار ''لفظی بالقرآن مخلوق،، بر محض حسماً للمادۃ وسداً للذریعۃ وصوناً للقرآن أن یوصف بکونہ مخلوقاً تھا- قال البیہقی: ''أما ما نقل عن احمد أنہ سوی بینہا (أی بین التلاوۃ والمتلو)، فإنما أراد حسم المادۃ، لئلا یتذرع

أحدإلى القول بخلق القرآن ،، . (فتح الباری 13/492).

امام احمد کے زمانہ میں فتنہ خلق قرآن کازور تھا، اوران کا سابقہ انہیں لوگوں سے پڑا جو '' القرآن مخلوق ،، کے قائل تھے۔ اس لیے انہوں نے اس فتنہ کے مقابلہ میں اورقائلین خلق القرآن کی تردید میں پورازور صرف کیا۔ یہاں کہ جولوگ اس بارے میں توقف کرتے اور قرآن کونہ مخلوق کہتے اورنہ غیر مخلوق، ان پر بھی امام احمدانکار کرتے، ونیز اس کے ساتھ ان پر بھی انکار فرماتے جو ''لفظی بالقرآن مخلوق ،،کہتے ،یعنی : جولوگ قرآن کونہیں ، صرف تلفظ بالقرآن کو مخلوق کہتے، ان پر بھی انکار کرتے اوراس قول کواطلاق کو اورزبان پرلانے کوناپسند کرتے تاکہ '' القرآن بلفظی مخلوق ،، کے قائلین (معتزلہ ،جہمیہ) ''لفظی بالقرآن مخلوق ،،کو '' القرآن بلفظی مخلوق ،، کے قول اوراس کے اثبات کے ذریعہ نہ بنالیں۔ یعنی کہیں ایسا نہ ہوکہ یہ لوگ کہہ کرکہ '' القرآن بالفاظنا ،، اور '' الفاظنا بالقرآن ،، کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی : مقروء متلواور قراۃ تلاوۃ دونوں شی واحد ہیں۔ اورجب قراۃ اورتلفظ بالقرآن (الفاظنا بالقرآن یا لفظی بالقرآن) مخلوق ہے۔ تومقروء متلویعنی قرآن (القرآن بالفاظنا القرآن بلفظی) بھی مخلوق ہےاورجب تم ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کے قائل ہوئے تم کو '' القرآن بلفظی مخلوق ،، کا بھی قائل ہوجانا چاہئیے۔ '' فلما ابتلی احمد بمن یقول القرآن مخلوق، کان أکثر کلامہ فی الرد علیهم ، حتی بالغ فأنکر علی من یقف ، ولا یقول مخلوق ولا غیر مخلوق ، وعلی من قال لفظی بالقرآن مخلوق ، لئلا یتذرع بذلک من یقول القرآن بلفظی مخلوق ، مع أن الفرق بینهما لا یخفی علیه ، لکنه قد یخفی علی البعض ،، (فتح الباري 13/492)

خلاصہ امام احمد کی روشن اورمذہب کا یہ ہے کہ وہ ' ' القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ،، کے قائل تھے اور ''لفظی بالقرآن غیر مخلوق ،، کے قائل نہیں تھے۔ یعنی :تلاوۃ اور متلو کے درمیان فرق کرتے تھے، اوربندے کے فعل تلاوۃ اورتلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن ،) کوغیر مخلوق نہیں کہتے بلکہ مخلوق مانتے ، اورصرف اللہ کی صفت قرآن (متلو) کوغیر مخلوق کہتے ، لیکن باوجود تلفظ بالقرآن کی مخلوقیت کے قائل ہونے کے ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کے قول اوراطلاق واستعمال کواحتیاطا اورسداًللذریعۃ ناپسند کرتے۔ کما تقدم .

قال الحافظ فی الفتح (13 493) :

'' ولم ینقل عن أحمد قط، أن فعل العبد (ای التلاوۃ والتلفظ بالقرآن) قدیم ولا صوتہ ، وإنما أنکر اطلاق اللفظ ، وصرح البخاری بأن أصوات العباد مخلوقۃ ، وأن لا یخالف ذلک ، فقال فی کتاب خلق افعال العباد (ص : 30) ما یدعونہ عن احمد لیس الکثیر منہ بالبین الثالث ، وربما لم یفہموا مرادہ ودقۃ مذہبہ ، والتنقیب عن الأشیاء الغامضۃ ، و تجنبوا الخوض فیھا والتنازع ، إلا فیما جاء فیہ العلم ، وبینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، ثم نقل (66/65) عن بعض أہل عصرہ أنہ قال : '' القرآن بألفاظنا والفاظنا بالقرآن شئ واحد ، فالتلاوۃ ہی التلو ، والقراۃ ہی المقروء ، قال : فقیل لہ إن التلاوۃ فعل التالی وعمل القاری ، فقال : ظننتھما مصدرین ،

قال : فقیل لہ ہل لاأمسکت کما أمسک کثیر من اصحابک ، ولو بعثت إلی من کتب عنک ، فاستردت ما أثبت وضربت علیہ ، فقال ، کیف یمکن ہذا وقد قلت ومضی ، فقیل لہ کیف جازلک أن تقول فی اللہ شیئا لا یقوم بہ شرحاً وبیانا ، أذا لم تمیز بین التلاوۃ والمتلو، فسکت اذا لم یکن عندہ جواب ،، انتہی

امام بخاری بھی اگرچہ امام احمد کی طرح تلاوۃ اورتلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن مخلوق ،،کہتے تھے، اورصرف متلو یعنی : قرآن کو '' غیر مخلوق ،،کہتے تھے۔ لیکن بااین ہمہ انہوں نے اپنی زبان سے کبھی بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کا جملہ نہیں نکالا اوراس لفظ کواستعمال نہیں کیا، محض بربناء احتیاط وسدذریعہ وفرارازایہام وابتداع ومخالف سلف۔

امام بخاری کازیادہ سابقہ ان لوگوں سے پڑا جو مفرط تھے ، اوربندے کے فعل (تلاوۃ تلفظ بالقرآن) اوراس کی آواز قرآنی کوبھی قدیم وغیر مخلوق کہتے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض قرآنی اوراق اورنقوش وسیاہی کوبھی غیر مخلوق کہتے تھے اوریہ سخت جہل ونادانی کی بات تھی اس لیے امام ممدوح نے ان کی تردید پورے زور سے کی ، اورافعال عباد کے مخلوق ہونے پرقرآنی آیات واحادیث صحیحہ سے استدلال کرنے میں قوت خرچ کردی اورتلاوت ومتلو کے درمیان فرق کرنے میں اس قدر اہتمام کیا کہ لوگوں نے ان کے اس مسلک کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی طرف ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کا قول منسوب کردیا، اوریہ مشہور کردیا کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کے قائل ہیں، حالانکہ وہ اس جملہ کواپنی زبان پراحتیاطاً کبھی نہیں لائے اگرچہ اس کے مفہوم ومعنی کے قائل بلکہ مثبت تھے ، امام ممدوح نے صرف اس قدر کہا ہے کہ : '' افعالنا مخلوقۃ ، وألفاظنا من أفعالنا ،، حافظ فتح 492/13 میں لکھتے ہیں : '' وأما البخاری فابتلی بمن یقول أصوات العباد غیر مخلوقۃ ، حتی بالغ بعضهم فقال : والمداد والورق بعد الکتابۃ ، فکان أکثر کلامہ فی الرد علیهم ، وبالغ فی الاستدلال ، بأن أفعال العباد

مخلوقة بالآيات والأحاديث، وأطنب في ذلک، حتی نسب إلی أنه من اللفظية،،.

تفصیل بالا سے معلوم ہواکہ امام احمداورامام بخاری دونوں کاایک ہی مسلک ہے، اوردونوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی معنوی اور حقیقی اختلاف نہیں ہے۔

اب اس بات کے ثبوت کےلیے کہ امام بخاری نے گو''لفظی بالقرآن مخلوق،، کبھی نہیں کہا، اوراس حیثیت سے اس قول کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے، مگر وہ معنی اور مفہوماً اس قول کے ضرورقائل تھے، سطورذیل کوغور سے پڑھئے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ مدیر''ترجمان الحدیث،، کامذکورہ تعاقب محض ایک لفظی گرفت ہے اس لیے چنداں وزن نہیں رکھتا۔ اس سلسلے میں پہلے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کی تشریح ضروری ہے۔

اس جملہ یا مقولہ میں دوچیزیں قابل توجہ ہیں۔ ایک (لفظی) یعنی: میراتلفظ بالقرآن (پڑھنا میراقرآن کا) جوبندے کافعل ہےاورقائم مقام مفعول مطلق کے ہے۔ دوسرا ''القرآن،، ہے جومقروء ومتلو ومتلفظ بہ ہےاورجس پرمیرافعل تلفظ وارد ہواہےاوربمنزلہ مفعول بہ کے ہے، سو''خلق،، کاحکم ''لفظی،، پروارد ہواہے نہ ''القرآن،، پر۔ حاصل معنی اس جملہ کا یہ ہے کہ تلفظ: جوفعل عبد ہےوہ مخلوق ہے اوریہی تلفظ ''قرآن،، کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جوصفتہ رب ہےاورغیر مخلوق ہے۔ فعل عبد اورصفتہ رب کے درمیان فرق نہ کرنا جہل وحمق ہےاورخبط میں واقع ہوجانے کاسبب۔۔۔۔۔۔۔ مفہوم بالاکویوں بھی ادارکرسکتے ہیں کہ:۔

''ہمارے تلفظ بالقرآن یعنی: ہماراقرآن کوپڑھنااوراس کی تلاوت کرنا (الفاظنا بالقرآن) ہماری صفت اورہمارافعل ہےاوراللہ کہ ہم مع اپنی جملہ صفات وافعال کے مخلوق ہیں۔ اوراللہ تعالی مع اپنی جملہ صفات کے غیر مخلوق ہے، لہذا میراتلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن) یعنی قاری کی قراۃ مخلوق ہےاورمقروء یعنی: ''قرآن،، غیر مخلوق ہے۔ خلاصہ یہ کہ وارد مخلوق ہے، اورمورد غیر مخلوق، اوریہی حاصل معنی ہے

امام بخاری کے مختصر کلام ''افعالنا مخلوقة، والفاظنا من افعالنا،، کایہ پوری تشریح دوامروں پرمبنی ہے:

(1) افعال عباد مخلوق ہیں۔

(2) وارداورموردیعنی: قراءۃ تلاوۃ اورمقروء متلوکے درمیان فرق ہے۔ اول یعنی قراۃ فاعل (قاری) کافعل ہے، اورقائم مقام مفعول مطلق کے ہےاوردوسرا یعنی: مقروء متلو قائم مقام مفعول بہ ہے، جس پرقاری کافعل (قراءۃ) وارد ہوتاہے

ان دونوں امروں کے اثبات کےلیے امام بخاری نے ایک مستقل کتاب ''خلق افعال العباد،، تصنیف کرڈالی، اور صحیح بخاری کے آخرمیں کلام الہی سے متعلق کئی ابواب محض اسی غرض سے منعقد فرمائے، اب ہم کتاب ''خلق افعال العباد،، تصنیف کرڈالی، اور صحیح بخاری کے آخرمیں کلام الہی سے متلق کئی ابواب محض اسی غرض سے منعقد فرمائے، اب ہم کتاب ''خلق العباد،، کی جستہ جستہ عبارات اوران کی جامع صحیح کے بعض ابواب مع کلام بعض شراح نقل کرتے ہیں، تاکہ ہمارامدعاخوب واضح ہوجائے اورحقیقت حال روشن ہوکر سامنے آجائے۔

قال البخاری فی کتاب خلق افعال العباد ص:18 بعدماروی حذیفة مرفوعا:

''إن اللہ خلق کل صانع وصنعته، سمعت عبداللہ بن سعید یقول: سمعت یحیی بن سعید القطان یقول: مَا زِلْتُ أَسْمَعُ مِنْ أَصْحَابِنَا يَقُولُونَ: «إِنَّ أَفْعَالَ الْعِبَادِ مَخْلُوقَةٌ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " حَرَكَاتُهُمْ وَأَصْوَاتُهُمْ وَاكْتِسَابُهُمْ وَكِتَابَتُهُمْ مَخْلُوقَةٌ، فَأَمَّا الْقُرْآنُ الْمَتْلُوُّ الْمُبَيَّنُ الْمُثْبَتُ فِي الْمُصْحَفِ الْمَسْطُورُ الْمَكْتُوبُ الْمُوعَى فِي الْقُلُوبِ فَهُوَ كَلَامُ اللَّهِ لَيْسَ بِخَلْقٍ، قَالَ اللَّهُ: بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ [العنكبوت: 49] " وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: «فَأَمَّا الْأَوْعِيَةُ فَمَنْ يَشُكُّ فِي خَلْقِهَا؟» قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ [الطور: 3]، الخ (وہکذا فی الفتح (498/13) وفی مقدمتہ ص: 490).

وقال فی خلق افعال العباد ص: 19: ''فَأَمَّا الْمِدَادُ وَالرَّقُّ وَنَحْوُهُ فَإِنَّهُ خَلْقٌ، كَمَا أَنَّكَ تَكْتُبُ اللَّهَ، فَاللَّهُ فِي ذَاتِهِ هُوَ الْخَالِقُ، وَخَطُّكَ وَاكْتِسَابُكَ مِنْ فِعْلِكَ خَلْقٌ، لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ دُونَ اللَّهِ يَصْنَعُهُ وَهُوَ

خلقٌ، وقَال : وَخلَق كلَّ شئٍ فقدّرہُ تقدِیرًا [الفرقان : 2]

وقال فی ص 23 : ''وَنعَتَتْ قِرَاءتَہٗ فِإذا قِرَاءتُہٗ حَرفًا حَرفًا

وَنعَتَتْ قِرَاءتَہٗ فِإذا قِرَاءتُہٗ حَرفًا حَرفًا،،

وقال فی ص 25 : بعد الِاشارۃ اِلی حدیث جبر یل : ''فسمی الایمان والاِسلام والشہادۃ والاِحسان، والصلاۃ بقراء تہا وما فیہا من حرکات الرکوع والسجود فعلاً للعبد،، الخ.

وقال فی ص 34.33 : بعد ذکر حدیث الی موسی : ''لقد اُوتیت (یا اَبا موسی) مزماراً من مزمیر آل داوٗد، ولا ریب فی تحلیق مزامیر آل داوٗد وندائہم لقولہ عزوجل : (وخلق کل شیئ)
...الخ

وقال قی ص 35 بعد ذکر قولہ تعالی (واتل ما اُوحی اِلیک من کتاب ربک) وقولہ : (الذین یتلون کتاب اللہ) ونحو ذلک من الآیات ما لفظہ : ''فبین اَن التلاوۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واَصحابہ، واَن الوحی من الرب.،،

وقال فی ص 37 : ''فَبیَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَصْوَاتَ الْخَلْقِ وَقِرَاءَاتِہِمْ وَدِرَاسَتَہُمْ وَتَعْلِیمَہُمْ وَاَلْسِنَتَہُمْ مُخْتَلِفَۃٌ بَعْضُہَا اَحْسَنُ وَاَزْیَنُ وَاَحْلَی، وَاَصْوَتُ، وَاَرْتَلُ، وَاَلْحَنُ، وَاَعْلَی، وَاَخَفُّ، وَاَغَضُّ، وَاَخْشَعُ، وَقَالَ : { وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا ہَمْسًا } [طہ : 108]، وَاَجْہَرُ، وَاَخْفَی، وَاَمْہَرُ، وَاَمَدُّ، وَاَلْیَنُ، وَاَخْفَضُ مِنْ بَعْضٍ،،.

وقال فی ص 38 : ''فَاَمَّا الْمَتْلُوُّ فَقَوْلُ اللَّہِ الَّذِي : { لَیْسَ کَمِثْلِہِ شَيْءٌ وَہُوَ السَّمِیعُ الْبَصِیرُ }، وقال بعد ذکر حدیث عبد اللہ بن عمرو مرفوعا : یمثل القرآن یوم القیامۃ رجلا فیشفع لصاحبہ، وقال اَبو عبد اللہ (البخاری) : وہو اکتسابہ وفعلہ، قال اللہ : (فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ) وقد دخل ذلک فی قراءۃ القرآن وغیرہا،،.

وقال فی ص 38 : ''مع اَن الجہمیۃ والمعطلۃ اِنما ینازعون اَہل العلم علی قول اللہ، اِن اللہ لا یتکلم واِن تکلم فکلامہ خلق، فقالوا : اِن القرآن المقروء بعلم اللہ مخلوق، فلم یمیزوا بین تلاوتہ العباد وبین المقروء وقال اَیضا : فالمقروء ہو کلام الرب قال لموسی : (اِنما اللہ لا اِلہ الا اَنا فاعبدونی) الخ،،.

وقال اَیضا فی ص 63 : ''وقد کتب النبی ﷺ کتابا فیہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم، وقراَہ ترجمان قیصر علی قیصر واَصحابہ، ولا نشک فی قراءۃ تا لکفار واَہل الکتاب، اِنہا اَعمالہم، واَما المقوروء فہو کلام اللہ العزیز المنان الذی لیس بمخلوق،، الح

وقال فی ص 64 : ''وہذا واضح بین، عند من کان ادنی معرفۃ، اَن القراءۃ غیر المقروء، ولیس لکلام الفجرۃ وغیرہم، فضل علی کلام غیرہم، کفضل الخالق علی مخلوق،، الخ.

وقال اَیضا (ص : 65) : ''القراءۃ ہی التلاوۃ، والتلاوۃ غیر المتلو، وقد بینہ اَبو ہریرۃ رض اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال : اِقرؤا اِن شئتم یقول العبد : ''الحمد للہ رب العالمین،، (الی آخر الحدیث)، قال الامام البخاری : فبین اَن سؤال العبد غیر ما یعطیہ اللہ العبد، اَن قول العبد غیر کلام اللہ، ہذا من العبد الدعاء والتضرع، ومن اللہ الاَمر والاِجابۃ،،

وقال ایضا (فی ص : 65) : ''فذکر النبی ﷺ اَن بعض الصلاۃ اَطول من بعض، واَخف، واَن بعضہم یزید علی بعض فی القراَۃ، وبعضہم ینقص، ولیس فی القرآن زیادۃ ولا نقصان، فاَما التلاوۃ فاِنہم یتفاضلون فی الکثرۃ والقلۃ والزیادۃ والنقصان، وقد یقال فلان حسن القراءۃ وردی القراءۃ، ولا یقال حسن القرآن وردی القرآن، واِنما نسب اِلی العباد القراءۃ لا القرآن ،لاَن القرآن کلام الرب جل ذکرہ، والقراءۃ فعل العبد، ولا یخفی معرفۃ ہذا القدر الا علی من اَعمی اللہ قلبہ ولم یوفقہ ولم یہدہ سبیل الرشاد،،.

وقال فی اَیضا (ص : 66) بعد ذکر حدیث ''لا صلوۃ لمن لم یقراَ بفاتحۃ الکتاب، فاَوضح اَن قراَءۃ القاری وتلاوتہ غیر المقرؤ والمتلو، واِنما المتلو فاتحۃ الکتاب،،.

وقال (قی ص : 68) : ''ففی قولک تلفظ بہ وتقراَ القرآن، دلیل بین انہ غیر القراءۃ..................وقال اَحمد رحمہ اللہ : لا یعجبنی قراءۃ حمزۃ، ولا یقال لا یعجبنی القرآن،، الخ

.....

وقال (فی ص : 67) ''وقال النبی ﷺ إنما الصلوۃ القراءۃ القرآن ولذکر اللہ و لحاجۃ المرأ إلی ربہ ، أن الدعاء والحاجۃ ہو التضرع والذکر والقراءۃ من العبد ، وإن المقروء ہو کلام اللہ عز وجل
.''

وقال (فی ص : 74) : فالقرآن قول اللہ عز وجل ، والقرأۃ والکتابۃ والحفظ للقرآن ہو فعل الخلق ، لقولہ : (فاقرؤا ماتیسر منہ) (المزمل : 20) القرآن والقراءۃ فعل الخلق وطاعۃ اللہ والقرآن لیس ہو الطاعۃ ، إنما ہو الأمر بالطاعۃ..........

وقال أیضا (فی ص : 75) : ''والصلاۃ بجملتہا طاعۃ اللہ ، وقراءۃ القرآن من جملۃ الصلوۃ ، فالصلوۃ طاعۃ ماللہ ، والأمر بالصلوۃ قرآن ، وہو مکتوب فی المصاحف ، محفوظ فی الصدور ، مقروء علی اللسان ، والقراۃ والحفظ والکتابۃ مخلوق ، وما قری وحفظ وکتب لیس بمخلوق ، ومن الدلیل علیہ أن الناس یکتبون اللہ ویحفظونہ ویدعونہ ، فالدعاء والحفظ ولکتابۃ من الناس مخلوق ، ولاشک فیہ والخلق اللہ بصفتہ ،، الخ

وقال فی جامعۃ الصحیح : ''باب ذکر اللہ بالأمر وذکر العباد بالدعا : والتصرع والرسالۃ والابلاغ ، لقولہ تعالی : (فاذکرونی أذکرکم) (البقرہ : 153)،

قال الحافظ فی الفتح 13/489 : ''قال البخاری فی کتاب خلق أفعال العباد : بین بہذہ الآیۃ ، أن ذکر العبد ، غیر ذکر اللہ عبدہ ، لأن ذکر العبد الدعاء والتصرع والثناء وذکر اللہ الإجابۃ ،،

وقال فیہ : ''باب قول اللہ تعالی (فلا تجعلوا للہ أنداد) الخ (البقرہ : 22)

وقال الکرمانی ، مراد البخاری بذلک ، بیان کون أفعال العباد ، بخلق اللہ تعالی ، إذلو کانت أفعالہم (کالقراءۃ والتلفظ بالقرآن مثلا) بخلقھم لکانوا أندادا للہ وشرکاء لہ فی الخلق ،، (فتح الباری .(13/49

وقال فیہ : ''باب قول اللہ (لاتحرک بہ لسانک (القیامہ : 16) وفعل النبی ﷺ حیث ینزل علیہ الوحی ،

قال العینی 170/25 : ''غرض البخاری أن قراءۃ الإنسان وتحریک شقتیہ ولسانہ عمل لہ ، یؤجر علیہ ،، انتہی .

وقال البخاری : ''وقال أبوہریرۃ عن النبی ﷺ ، قال اللہ تعالی (أنا مع عبدی إذا ذکرنی .... وتحرکت بی شفتاہ) ، ثم روی البخاری حدیث ابن عباس'' قال : کان النبی ﷺ یعالج من التنزیل شدۃ ، وکان یحرک شقتیہ ،، (بخاری مع الفتح کتاب التوحید 13/499) .الحدیث .

قال الحافظ فی الفتح 500/13 : ''مراد البخاری بہذین الحدیثین المعلق والموصول الرد علی من زعم أن قرأۃ القاری قدیمۃ ، فبان أن حرکۃ لسان القاری بالقرآن من فعل القارئ ، بخلاف المقروء ، فإنہ کلام اللہ القدیم ، کما أن حرکۃ لسان ذاکر اللہ حادثہ من فعلہ ، المذکور وہو اللہ سبحانہ وتعالی قدیم ، وإلی ذلک أشار بالتراجم التی تأتی بعد ہذا ،، .

وقال فیہ : ''باب قول اللہ عز وجل (وأسروا قولکم أو اجہروا بہ ، إنہ علیم بذات الصدور . ألا یعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر (الملک : 13) ،،

ثم روی فیہ أحادیث منہا قولہ ﷺ : ''لیس منا من لم یتغن بالقرآن ،، (7527)

قال القسطلانی 12/15 ، والحافظ فی الفتح 13/501 والعینی 25/181 : قصد البخاری بذلک للإشارۃ إلی النکتۃ ، التی کانت محنتہ بمسئلۃ اللفظ ، فأشار بالرجمۃ إلی أن تلاوۃ الخلق ، تتصف بالسر والجہر ، ویستلزم أن تکون مخلوقۃ .... قال ابن المنیر دلت أحادیث الباب الذی قلبہ علی أن القراءۃ فعل القاری ، وأنہا تسمی تغنیہا ، وہذا ہو الحق ، اعتقاد الاإطلاقا ، حذرا من الإیہام وفرارا من الإبتداع بمخالفۃ السلف فی الإطلاق ، وقد ثبت عن البخاری أنہ قال : من نقل عنی أنی قلت لفظی بالقرآن مخلوق فقد کذب ، وإنما قلت أفعال العباد

مخلوقة،، انتهی

وقال فیہ........ ''باب قول النبی ﷺ : رجل آتاہ اللہ القرآن، فہویقوم بہ آناء اللیل وآناء النہار، ورجل یقول : لوأوتیت مثل أوتی ہذا، فعلت کما یفعل، فبین اللہ (أی علی لسان نبیہ) أن قیامہ بالکتاب ہوفعلہ، (حیث أسند القیام إلیہ) وقال : (ومن آیاتہ خلق السماوات والأرض واختلاف ألسنتکم وألوانکم) (الروم : 22) وقال جل ذکرہ : (وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون (الحج : 77)، قال الحافظ (فی الفتح 502/13) : ''أما الآیۃ الاولی فالمراد منہا اختلاف ألسنتکم، لأنہا تشمل الکلام کلہ فتدخل القراءۃ، أما الآیۃ الثانیۃ، فعموم فعل الخیر یتناول قراءۃ القرآن والذکر والدعاء وغیر ذلک، فدل علی أن القراءۃ فعل القاری،، انتہی

وقال الحافظ فی شرح (13/503/504) ''باب قول اللہ تعالی : یاأیہا الرسول بلغ ماأنزل إلیک من ربک (المائدہ : 67) الخ، قال البخاری فی کتاب خلق أفعال العباد : بعد أن ساق قولہ تعالی (یاأیہا الرسول بلغ) الآیۃ،

قال : فذکر تبلیغ ماأنزل إلیہ، ثم وصف فعل تبلیغ الرسالۃ، فقال : (وإن لم تفعل فما بلغت)، قال : فسمی تبلیغ الرسالۃ وترکہ فعلا، ولایمکن لاحد أن یقول : إن الرسول لم یفعل ما أمر بہ من تبلیغ الرسالۃ، یعنی : فإذا بلغ فقد فعل ما أمر بہ وتلاوتہ ما أنزل إلیہ ہوالتبلیغ وہو فعلہ،، (إلی آخر ما ذکر).

وذکر تحت قول عایشۃ رضی اللہ عنہا : إذا أعجبک حسن عمل امری، فقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون الخ قصۃ، ثم قال : ''دل سیاق القصۃ علی أن المراد بالعمل، ما أشارت إلیہ من القراءۃ والصلوۃ وغیرہما فسمت کل ذلک عملا،، انتہی (فتح الباری 13/503/504/505).

وقال البخاری....... ''باب قول اللہ تعالی (قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوہا) الخ

قال الحافظ فی الفتح 13/508 : ''مرادہ بہذہ الترجمۃ، أن یبین أن المراد بالتلاوۃ القراءۃ، وقد فسرت التلاوۃ بالعمل، والعمل من فعل العامل، وقال فی کتاب خلق افعال العباد : ذکر ﷺ أن بعضہم یزید علی بعض فی القراءۃ : الخ

وقال : ''باب قول النبی ﷺ الماہر بالقرآن مع سفرۃ الکرام البررۃ، وزینوا القرآن بأصواتکم،،.

قال الحافظ 13/519 : ''والذی قصدہ البخاری إثبات کون التلاوۃ فعل العبد، فانہا یدخلہا التزیین والتحسین والتطریب، وقد یقع بأضداد ذلک، وکل ذلک دال علی المراد، وقد اشار الی ذلک ابن المنیر فقال : ظن الشراح ان غرض البخاری جواز قراءۃ القرآن بتحسین الصوت، ولیس کذلک، وإنما غرضہ للإشارۃ الی ما تقدم من وصف التلاوۃ، بالتحسین والتراجیع والخفض والرفع ومقارنۃ الاحوال البشریۃ، کقول عائشۃ : ''یقرأ القرآن فی حجری، وأنا حائض،، فکل ذلک یحقق أن التلاوۃ فعل القاری، وتتصف بما تتصف بہ الافعال، ویتعلق بالظروف الزمانیۃ والمکانیۃ،، انتہی،

ثم نقل الحافظ عن کتاب خلق أفعال العباد ما یؤید ذلک : (فتح الباری 13/519).

وقال : ''باب قول اللہ تعالی : (بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ).

قال الحافظ 522/13 : ''قال البخاری فی خلق افعال أن ذکر ہذہ الآیۃ والذي بعدہا، قد ذکر اللہ أن القرآن یحفظ ویسطر، والقرآن الموعی فی القلوب، المسطور فی المصاحف المتلو بالألسنۃ، کلام اللہ لیس بمخلوق، وأما المداد والورق والجلد فانہ مخلوق،،.

ان تمام عبارات سے صاف واضح ہے کہ امام بخاری تلاوۃ اور متلو کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ اور تلاوت کو بندے کا فعل و عمل کہتے ہیں۔ اور چونکہ بندے کے تمام افعال مخلوق خدا ہیں۔ اس لیے اس کی تلاوت یعنی : تلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن) مخلوق ہے، اور متلو جو اللہ کی صفت ہے وہ غیر مخلوق ہے، اور یہ پوری تشریح عین مفہوم ہے ''لفظی بالقرآن

مخلوق،،کا۔پس ہمارا یہ دعوی بالکل درست ہے کہ امام بخاری نے اگرچہ اپنی زبان سے صرف ''افعالنا مخلوقۃ، والفاظنا من افعالنا،، کہا ہے اور احتیاطاً اور حذراً من الاتہام اور فرار من الابتداع عن لغۃ السلف فی الاطلاق ''لفظی بالقرآن مخلوق،، اپنی زبان پر کبھی بھی نہیں لائے، لیکن ان کے عقیدہ اس جملہ کے مفہوم ومعنی کے مطابق ہی تھا۔یعنی: ان کا عقیدہ وہی تھا جس پر جملہ مذکورہ دلالت کرتا ہے۔لہذا گو لفظا اس جملہ کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے، لیکن معنی بلاشبہ صحیح ہے۔

ہذا ما ظہر لی بعد اِمعان النظر فی کلامہ.عبیداللہ مبارک پوری 26 12 1374ھ 16 8 1955ء

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 119

محدث فتویٰ